غیر مسلم شوہر کے تحت بیوی کا قبول اسلام

یورپی مجلس برائے افتاء وتحقیق کے فیصلے کا تنقیدی جائزہ

نصرت جبین*

غیر مسلم ممالک خاص طور پر مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ان نومسلمین میں اگرچہ مرد وزن دونوں شامل ہیں لیکن خواتین کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔اسلام قبول کرنے والی ان خواتین میں ایک بڑی تعداد شادی شدہ خواتین کی ہے۔قبولِ اسلام کے بعد اِن کی ازدواجی حیثیت پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ قرآن وحدیث،تعامل صحابہ و تابعین اور فقہاء وائمہ تفسیر کی آراء کیا ہیں؟ اور یہ کہ آج کے وہ مخصوص حالات کون سے ہیں جن کی وجہ سے ضرورت وحاجت کو وجہ بنا کر نص قرآنی سے متصادم راستہ اختیار کرنا پڑ رہا ہے۔اپنی اس تفصیلی بحث سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یورپی مجلس برائے افتاء وتحقیق کے اس فیصلے اور فتویٰ کو دیکھ لیا جائے جو اس موضوع پر مجلس کے آٹھویں اجلاس میں دیا گیا۔

فیصلے کا تفصیلی متن حسب ذیل ہے:

اولاً :إذا اسلم الزوجان معاولم تكن الزوجة ممن يحرم عليه الزواج بها ابتداء (كالمحرمة عليه حرمة موبدة بنسب او رضاع) فهما على نكاحهما

ثانياً :إذا اسلم الزوج وحده، ولم يكن بينهما سبب من اسباب التحريم و كانت الزوجه من اهل الكتاب فهما على نكاحهما

ثالثاً :إذا اسلمت الزوجة وبقى الزوج على دينه فيرى المجلس :

ا. إن كان إسلامها قبل الدخول بها فتجب الفرقة حالاً .

ب. إن كان إسلامها بعد الدخول و اسلم الزوج قبل انقضاء عدتها فهما على نكاحهما

ج. إن كان اسلامها بعد الدخول، وانقفت العدة، فلها ان تنظر إسلامه ولو طالت المدة، فإن اسلم فهما على نكاحهما الاول دون حاجة إلى تجديدله.

د. إذا اختارت الزوجة نكاح غير زوجها بعد القضاء العدة فيلزمها طلب فسخ النكاح عن طريق القضاء .

رابعاً :لايجوز للزوجة عند المذاهب الاربعة بعد انقضاء عدتها البقاء عند زوجها، او تمكينه من نفسها. ويرى بعض العلماء انه يجوزلها ان تمكث مع زوجها بكامل

*پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ علوم اسلامیہ،پنجاب یونیورسٹی،لاہور،پاکستان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

الحقوق. (۱)

’’پہلی صورت تو یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں اکٹھے اسلام قبول کریں اُن میں کوئی ایک دوسرے کے لیے حرام نہیں (جیسے ابدی جو کہ نسب یا رضاعت کی وجہ سے ہوتی ہے) تو دونوں اپنے پہلے نکاح پر باقی رہیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر اکیلا مسلمان ہو اور ان دونوں کے درمیان اسباب تحریم کا کوئی بھی سبب نہیں اور اُس کی بیوی اہل کتاب میں سے ہو تو دونوں اپنے نکاح پر باقی رہیں گے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جب بیوی نے اسلام قبول کیا اور اُس کا شوہر اپنے پہلے دین پر قائم رہا تو مجلس کی رائے حسب ذیل ہے :

(الف) اگر بیوی نے دخول سے قبل اسلام قبول کیا تو فوراً تفریق ہو جائے گی۔

(ب) اگر اسلام دخول کے بعد قبول کیا اور شوہر عدت کے پورا ہونے سے قبل مسلمان ہو گیا تو دونوں اپنے پہلے نکاح پر رہیں گے۔

(ج) اگر بیوی نے دخول کے بعد اسلام قبول کیا اور عدت پوری ہو گئی تو وہ شوہر کے اسلام لانے کا انتظار کرے گی اگرچہ اس کے لیے ایک لمبی عدت گزر جائے۔ پھر اگر وہ مسلمان ہو جائے دونوں پہلے نکاح پر باقی رہیں گے انہیں نکاحِ جدید کی ضرورت نہیں۔

(د) جب بیوی کو اختیار دیا جائے کہ عدت مکمل ہونے کے بعد وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ عدالتی طریقے سے فسخ نکاح کرائے۔

چوتھی صورت مذاہب اربعہ کے مطابق عدت پوری ہو جانے کے بعد عورت کا اپنے شوہر کے پاس رہنا یا اس کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز نہیں۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ مکمل حقوق (ازدواجی تعلقات) کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہے۔

اس مسئلے کے حوالے سے تفصیلی بحث قرآن وحدیث اور آثار واقوال کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے۔

قرآنی دلائل:

قرآن حکیم میں جس آیت سے یہ احکام ثابت ہوتے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۰ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾(۲)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو (ان کے مومن ہونے کی) کی جانچ پڑتال کرلو اوران کے ایمان کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لیے حلال۔ ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیے تھے وہ انہیں پھیر دو۔ اوران سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں، جبکہ تم ان کے مہران کو ادا کر دو۔ اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو، جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیے تھے انہیں وہ واپس مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔''

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان آیات میں چار بڑے اہم احکام بیان کیے گئے ہیں جن کا تعلق اسلام کے عائلی قانون سے بھی ہے اور بین الاقوامی قانون سے بھی۔ اول یہ کہ جو عورت مسلمان ہو جائے وہ اپنے کافر شوہر کے لیے حلال نہیں رہتی اور نہ کافر شوہر اس کے لیے حلال رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو منکوحہ عورت مسلمان ہو کر دارالکفر سے دارالاسلام میں ہجرت کر آئے اس کا نکاح آپ سے آپ ٹوٹ جاتا ہے اور جو مسلمان بھی چاہے اس کا مہر دے کر اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جو مرد مسلمان ہو جائے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی بیوی اگر کافر رہے تو وہ اسے اپنے نکاح میں روکے رکھے۔ چوتھے یہ کہ اگر درالکفر اور دارالاسلام کے درمیان صلح کے تعلقات موجود ہوں تو اسلامی حکومت کو دارالکفر کی حکومت سے یہ معاملہ طے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ کفار کی جو منکوحہ عورتیں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں ہجرت کر آئی ہوں ان کے مہر مسلمانوں کی طرف سے واپس دے دیے جائیں اور مسلمانوں کی منکوحہ کافر عورتیں جو دارالکفر میں رہ گئی ہوں ان کے مہر کفار کی طرف سے واپس مل جائیں۔''(۳)

مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اس آیت نے یہ واضح کر دیا کہ جو عورت کسی کافر کے نکاح میں تھی اور پھر مسلمان ہوگئی تو کافر سے اس کا نکاح خود بخود فسخ ہو گیا، یہ اس کے لیے اور وہ اس کے لیے اور وہ اس کے لیے حرام ہو گئے اور یہی وجہ عورتوں کی شرط صلح میں واپسی سے مستثنیٰ کرنے کی ہے کہ اب وہ اس کے شوہر کافر کے لیے حلال نہیں رہی۔(۴)

مفتی محمد شفیع کے فتاویٰ پر مبنی کتاب جواہر الفقہ میں مفتی صاحب کا یہ فتویٰ بھی درج ہے:

''اگر زوجہ اور شوہر دونوں دارالاسلام میں ہوں اور عرض اسلام کے بعد تفریق کی گئی ہے تب تو بالاتفاق عدت واجب ہے اور اگر ان میں سے ایک یا دونوں دارالحرب میں ہیں اور اس لیے عرض اسلام نہ ہو سکا، بلکہ تین

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حیض گزر جانے کی وجہ سے بائنہ ہوئی ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر شوہر مسلمان ہوا ہے تو بالاتفاق عدت واجب نہیں اور اگر عورت مسلمان ہوئی ہے تو صاحبین کے نزدیک اس پر تین حیض کے علاوہ دسرے تین حیض تک عدت گزارنا واجب ہے اور امام صاحب کے نزدیک عدت واجب نہیں اور احتیاط اسی میں ہے کہ صاحبین کے قول پر عمل کیا جائے۔''(۵)

امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

''اتفق فقهاء الامصار على انها لا تبين منه باسلامها اذا كانا في دار واحدة واختلفوا في وقت وقوع الفرقة اذاسلمت و لم يسلم الزوج فقال اصحابنا اِن كانا ذميين لم تقع الفرقة حتى يعرضاالاسلام عليه فان اسلم واِلا فرق بينهما و هو معنى ما روى عن على و عمر و قالوا اِن كانا حربيين في دارالحرب فاسلمت امراته ما لم تحض ثلاث حيض فاذا حاضت ثلاث حيض قبل ان يسلم فرق بينهما و يجوز ان يكون من روى عنه من السلف اعتبار الحيض ارادو به الحربيين في دارالحرب فقد وقعت الفرقة باختلاف الدارين." (٦)

''فقہائے امصار کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں ایک ہی دار میں ہوں تو عورت کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے وہ اپنے شوہر سے بائن نہیں ہوگی۔ اگر عورت مسلمان ہو جائے اور شوہر مسلمان نہ ہو تو اس صورت میں علیحدگی واقع ہونے کے وقت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے ہمارے اصحاب کا قول ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں ذمی ہوں اور عورت مسلمان ہو جائے تو اس وقت تک دونوں کے درمیان علیحدگی نہیں ہوگی جب تک شوہر پر اسلام پیش نہ کیا جائے۔ اگر شوہر اسلام قبول کر لے تو فبھا ورنہ دونوں کے درمیان علیحدگی کرادی جائے گی۔ اس سلسلے میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے جو روایتیں منقول ہیں۔ یہ قول ان کے ہم معنی ہے ہمارے اصحاب کا بھی یہ قول ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں حربی ہوں اور دارالحرب میں رہتے ہوں اور عورت مسلمان ہو جائے تو اس صورت میں وہ اس کی بیوی رہے گی جب تک اسے تین حیض نہ آ جائیں۔''

اسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسر قرآن قرطبی لکھتے ہیں:

''وهذا ادل دليل على ان الذى اوجب فرقة المسلمة من زوجها اسلامها لاهجرتها و قال ابو حنيفة الذى فرق بينهما هو اختلاف الدارين. واليه اشارة فى مذهب مالك بل عبارة. والصحيح الاول لان الله تعالىٰ قال. لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن. فبين ان العلة عدم الحل بالاسلام وليس با ختلاف الدار. و قال ابو عمر لا فرق بين الدارين ولا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

فی السنة ولا فی القیاس، وإنما المراعاة فی ذلک الدینان، فبا ختلافهما یقع الحکم و باجتماعهما لا بالدار. " (۷)

" یہ دلیل دلالت کرتی ہے کہ مسلمان عورت اپنے شوہر سے اپنے اسلام کی وجہ سے الگ ہوتی ہے نہ کہ ہجرت کی وجہ سے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں دونوں کے درمیان تفریق اختلاف دار کی وجہ سے ہے اور امام مالک کے مذہب میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ بلکہ وہ صریح اور عبارۃ النص ہے۔ صحیح قول پہلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وہ (مسلمان عورتیں) اُن (کافروں) کے لیے حلال نہیں اور نہ وہ (کافر) مسلمان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ عدم حلت کی وجہ اسلام ہے نہ کہ اختلاف دار۔ ابوعمر کہتے ہیں دارین کے درمیان کوئی فرق نہیں نہ سنت سے ثابت ہے اور نہ اس پر کوئی اجماع ہے۔ اس میں جس کی رعایت کی گئی ہے وہ دو دین ہیں۔ ان دونوں کے اختلاف اور اجتماع کے ساتھ حکم مرتب ہوگا۔ دار کی وجہ سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

فقہائے اسلام نے اس قانون کو چار بڑے بڑے عنوانات کے تحت مرتب کیا ہے۔

۱۔ ایک وہ حالت جس میں زوجین دارالاسلام میں ہوں اور ان میں سے ایک مسلمان ہوجائے اور دوسرا کافر رہے۔
۲۔ دوسرے وہ حالت جس میں زوجین دارالکفر میں ہوں اور ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہوجائے اور دوسرا کافر رہے۔
۳۔ تیسرے وہ حالت جس میں زوجین میں سے کوئی ایک مسلمان ہوکر دارالاسلام میں ہجرت کرکے آجائے اور دوسرا دارالکفر میں رہے۔
۴۔ چوتھے وہ حالت جس میں مسلم زوجین میں سے کوئی ایک مرتد ہوجائے۔

ان چاروں حالتوں کے حوالے سے فقہا نے دلائل دیے ہیں۔
ہماری بحث کا تعلق چونکہ تیسری حالت سے ہے لہٰذا اس کے حوالے سے تفصیلی بحث پیش کی جاتی ہے۔

دلائل فقہاء:

ابن قدامہ زوجین میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے تین صورتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

فان کان الزوجان کافرین فاسلم احدهما فإن الامر لایخرج عن الحالات التالیه

۱. إذا اسلم الزوج فإن زوجته إما ان تکون کتابیة او تکون مشرکة

ب. فإن کانت زوجته کتابیه فهما علی نکاحهما لانه یجوز للمسلم ان یتزوج کتابیة

ج. وإن کانت زوجته مشرکة او مجوسیة فقد وقعت الفرقة بیهما ولاتحل له حتی تسلم (۸)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''اگر میاں بیوی کافر ہوں اُن میں سے کوئی اسلام قبول کرلے تو درج ذیل حالات سے خالی نہ ہوں گے:

ا۔ جب شوہر اسلام قبول کرے اور بیوی یا تو کتابیہ ہو یا مشرکہ

ب۔ پھر اگر بیوی کتابیہ ہے تو پہلے نکاح پر قائم رہیں گے کیونکہ مسلمان کے لیے کتابیہ سے نکاح جائز ہے۔

ج۔ اگر بیوی مشرکہ یا مجوسیہ ہے تو ان کے درمیان تفریق کردی جائے گی اور وہ اُس کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک مسلمان ہو۔''

عورت کے مسلمان ہونے کی صورت میں کافر شوہر کے حوالے سے برھان الدین مرغینانی لکھتے ہیں:

وإذا اسلمت المراۃ فی دارالحرب و زوجھا کافر، او اسلم الحربی و تحته مجوسیة لم یقع الفرقة علیھا حتی تحیض ثلاث حیض (۹)

''جب عورت دارالحرب میں اسلام قبول کرلے اور شوہر کافر رہے یا حربی اسلام قبول کرلے اور اُس کے تحت بیوی مجوسیہ ہو تو ان کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی جب تک عورت کو تین حیض نہ آجائیں۔''

زیر نظر مسئلہ پر علماء کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ اس اختلاف کی حقیقت اور پس منظر جاننے کے لیے ان روایات کا جائزہ لینا ضروری ہے جو اس مسئلے سے متعلق ہیں۔ المصنف عبدالرزاق میں مروی یہ روایات یوں ہیں:

(۱) عبدالرزاق عن الثوری عن جابر عن الشعبی ان زینب ابنة النبی صلی الله علیه وسلم اسلمت و زوجھا مشرک، ابو الحاص بن الربیع، ثم اسلم بعد ذلک بحین فلم یجدد نکاحا، وذکر معمر عن خالد عن الشعبی (۱۰)

''عبدالرزاق امام ثوریؒ اور وہ جابرؓ اور وہ شعبیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زینب دختر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کیا اور ان کا شوہر ابوالعاص بن الربیع مشرک رہا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس نے اسلام قبول کیا تو دوبارہ نکاح نہیں کیا گیا۔''

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے:

(۲) عبدالرزاق عن الثوری قال إذا اسلم النصرانیان فھما علی نکاحھما (۱۱)

''دو نصرانی (میاں بیوی) اسلام لائے اور اُن کو (پہلے) نکاح پر ہی رہنے دیا۔''

حضرت زینب سے متعلق چونکہ مختلف لوگوں سے روایات مروی ہیں، چنانچہ عبدالرزاق نے اُس سب سلسلوں کو بیان کیا ہے۔

(۳) عبدالرزاق عن إبراھیم بن محمد عن داود بن الحصین عن عکرمه عن ابن عباس قال اسلمت زینب بنت النبی صلی الله علیه وسلم وزوجھا العاص بن الربیع یعنی مشرک ثم اسلم بعد ذلک، فاقرھما النبی صلی الله علیه وسلم علی نکاحھما (۱۲)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''عبدالرزاق ابراہیم بن محمد سے وہ داؤد بن الحصین سے وہ عکرمہ سے اور وہ ابن عباس روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا حضرت زینب اسلام لائیں جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور اُن کے شوہر عاص بن ربیع مشرک رہے۔ پھر وہ بعد میں مسلمان ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے نکاح پر باقی رہنے دیا۔''

عبدالرزاق سے ہی ایک دوسری روایت جو مذکورہ بالا روایت سے مختلف ہے عمرو بن شعیب کے ذریعے سے پہنچی ہے۔ جس میں حضرت زینبؓ کے نکاح جدید کا تذکرہ ہے۔

(۴) عبدالرزاق عن حميد عن الحجاج بن ارطاة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن عبدالله بن عمرو قال اسلمت زينب ابنة النبى صلى الله عليه وسلم قبل نوجها ابى العاص بسنة، ثم اسلم، فردها النبى صلى الله عليه وسلم بنكاح جديد (۱۳)

اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے ضعیف روایت قرار دیا گیا ہے۔

علماء کے اختلاف کا باعث یہی روایت ہے کیونکہ علماء کے جس گروہ کا یہ موقف ہے کہ وہ دونوں میاں بیوی ہی رہیں گے خواہ شوہر ایک لمبی مدت تک اسلام قبول نہ کرے۔ وہ حضرت زینب والی اس روایت کو اپنے موقف کے لیے دلیل ٹھہراتے ہیں کہ حضرت زینبؓ کے مدینہ ہجرت کرنے کے چھ سال بعد ان کے شوہر ابوالعاص مسلمان ہوئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے نکاح پر ہی برقرار رکھا اور حضرت زینب کو ابوالعاص کے ساتھ بھیج دیا۔ جبکہ عمرو بن شعیب سے مروی یہ روایت ظاہر کرتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ اور ابوالعاص کو نکاح جدید کے ساتھ ازدواجی زندگی کی اجازت دی۔ اس مسئلہ کے حوالے سے امام ابن قیم نے زادالمعاد میں لکھا ہے:

فإنه ثبت عنه من طريق حماد بن سلمة عن ايوب وقتاده كلاهما عن ابن سيرين، عن عبدالله بن يزيد الخطمى ان نصرانياً اسلمت امراته فخيرها عمر بن الخطاب رضى الله عنه إن شاء ت فارقته، وإن شاء ت اقامت عليه (۱۴)

''یعنی ایک نصرانی عورت نے اسلام قبول کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کو اختیار دیا چاہے تو اس سے (شوہر غیر مسلم) علیحدگی اختیار کرے اور اگر چاہے تو اس کے ساتھ رہے۔''

ابن قیم اس کے بعد لکھتے ہیں :

انه إنما خيرها بين انتظاره إلى ان يسلم، فتكون زوجته كما هى او تفارقه (۱۵)

گویہ یہ اختیار اس لیے تھا کہ اس دوران شوہر اسلام قبول کرلے۔

حضرت عمرؓ ہی کے حوالے سے ابن قیم مزید لکھتے ہیں:

أن نصرانيا اسلمت امراته، فقال عمر رضى الله عنه إن اسلم فهى إمراته وإن لم يسلم فرق بينهما فلم يسلم، ففرق بينهما (۱۶)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حالات اور ضرورت کے مطابق دونوں طرح کا عمل حضرت عمرؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ آپ نے مسلمان ہونے والی خاتون کو اختیار دیا کہ چاہے تو الگ ہو جائے اور چاہے تو اس کے ساتھ رہے لیکن دوسرے موقع پر خاتون کے اسلام قبول کرنے پر آپ نے اس کے شوہر کے سامنے اسلام پیش کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو یہ اس کی بیوی ہے لیکن اگر اسلام قبول نہیں کرتا تو اُن کے درمیان علیحدگی کر دی جائے۔ پس اُس مرد نے اسلام قبول نہیں کیا تو آپ نے ان کے درمیان علیحدگی کرا دی۔

جہاں تک حضرت زینبؓ کے قبول اسلام اور ہجرت کا تعلق ہے یہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا ہے جبکہ قرآن کا یہ قطعی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ ابن قیم اس واقعے کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"فإن قيل: وعلى ذلك فالعدة تنقضي في هذه المدة، فكيف لم يجدد نكاحها؟ قيل تحريم المسلمات على المشركين إنما نزل بعد صلح الحديبية لا قبل ذلك فلم ينفسخ النكاح في تلك المدة لعدم شرعية هذا الحكم فيها، و لما نزل تحريمهن على المشركين، اسلم ابو العاص، فردت عليه" (۱۷)

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت زینب اور ابوالعاص کے نکاح کی تجدید کیوں نہیں کی گئی تو اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ مسلمان خواتین کی مشرک مردوں کے لیے تحریم کا حکم صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوا نہ کہ اس سے پہلے لہٰذا اُس مدت میں جب کہ شریعت کا یہ حکم ہی نازل نہیں ہوا تھا تو مسلمان خواتین مشرکین پر حرام نہیں تھیں۔ ابوالعاص مسلمان ہوئے اور حضرت زینب کو انہیں لوٹا دیا گیا۔"

امام ابن قیم نے اس حوالے سے زمانہ عدت کی مراعات کا حوالہ دیا ہے کہ یہ دلیل نہ تو نص سے ثابت ہے اور نہ ہی اس پر کوئی اجماع ہے۔ اس پر حضرت علی کے قول کا حوالہ بھی دیا ہے جس میں وہ عورت کے شوہر کو اُس کے حق زوجیت کا حق دار ٹھہراتے ہیں جب تک وہ دارِ ہجرت میں ہے۔

"وقد ذكر حماد بن سلمة عن قتادة عن سعيد بن المسيب ان علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال في الزوجين الكافرين يسلم احدهما هو املك ببضعها مادامت في دار هجرتها." (۱۸)

اسی طرح ایک دوسرے طریق سے مروی روایت میں بھی حضرت علیؓ کا یہ قول منقول ہے کہ جب تک وہ شہر سے نہ نکلے اُس کا شوہر زیادہ حق دار ہے۔

وذكر سفيان بن عينه، عن مطرف بن طريف عن الشعبي، عن علي هو احق بها مالم يخرج من مصرها. (۱۹)

لیکن اگر قبول اسلام کا یہ واقعہ دارالاسلام میں پیش آیا ہو تو پھر حاکم وقت کے پاس اختیار ہے چاہے تو تفریق کرا دے اور چاہے تو پہلے نکاح پر قائم رکھے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وذكر ابن ابى شيبة عن معتمر بن سليمان عن معمر، عن الزهرى، إن اسلمت و لم يسلم زوجها منهما على نكاحهما الا ان يفرق بينهما سلطان. (۲۰)

دارالکفر میں رہتے ہوئے زوجین میں سے کسی ایک کا قبول اسلام:

دارالکفر یا دارالحرب میں اگر زوجین میں سے جو کہ غیر اہل کتاب ہوں کوئی اسلام قبول کرتا ہے، تو بیوی کے قبول اسلام کی صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین حیض تک مہلت دی جائے یا حیض نہ آنے کی صورت میں تین مہینے تک انتظار کیا جائے گا۔ اگر اس دوران شوہر اسلام قبول کر لیتا ہے تو وہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہیں گے اور اگر شوہر انکار کر دے تو علیحدگی ہو جائے گی۔

وإذا اسلمت المراة فى دارالحرب و زوجها كافر او اسلم الحربى و تحته مجوسية لم تقع الفرقة عليها حتى تحيض ثلاث حيض (۲۱)

اسی طرح ابوبکر حصاص لکھتے ہیں:

"إن كانا حربيين فى دارالحرب فاسلمت فهى امراته مالم تحض ثلاث حيض فإذا حاضت ثلاث حيض قيل ان يسلم فرق بينهما" (۲۲)

"یعنی اگر حربی زوجین جو کہ دارالحرب میں ہوں اور عورت مسلمان ہو جائے تو وہ تب تک اس کی بیوی شمار ہوگی جب تک اُس کو تین حیض کا عرصہ نہ گزر جائے پھر اُس سے اسلام لانے کو کہا جائے گا انکار پر تفریق ہو جائے گی۔"

قبول اسلام کے ساتھ اختلافِ دار بھی واقع ہو جائے:

قبول اسلام کے بعد اگر زوجین میں اختلاف دار بھی واقع ہو جائے تو حنفیہ کا موقف یہ ہے کہ اختلاف دار کی صورت میں زوجین میں خود بخود فرقت واقع ہو جائے گی۔ اگر ہجرت کرنے والی خاتون ہے جو مسلمان ہوئی تو شہر کو چھوڑتے ہی وہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی اور کوئی بھی مسلمان مہر کے عوض اُس سے نکاح کر سکتا ہے۔

"وإذا خرج احد الزوجين إلينا من دارالحرب مسلماً وقعت البينونة بينهما" (۲۳)

اس وقت اختلاف کی بڑی وجہ وہ فتاویٰ ہیں جو خاص طور پر غیر مسلم اقوام کے درمیان مسلمانوں کو پیش آرہے ہیں۔ اس موضوع پر مجلس کے آٹھویں اجلاس میں غور و فکر کے بعد ایک فتویٰ جاری کیا گیا۔ اس فتویٰ سے قبل جن صاحب علم حضرات نے اپنی آراء پیش کیں اُن کی آراء کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس فتویٰ کی حقیقت معلوم کرنے میں آسانی ہو۔

شیخ ڈاکٹر یوسف القرضاوی اور شیخ عبداللہ الجدیع کی رائے دیگر مفتیان کرام سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ دونوں عورت کے قبول اسلام کی صورت میں شوہر کے عدم قبول اسلام کے باوجود انہیں بطور میاں بیوی کی صورت میں رہنے کی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اجازت دیتے ہیں۔ یہ حصہ نومسلم عورت کے ازدواجی تعلقات کے جواز سے متعلق ہے۔ایسی صورت میں جبکہ مذکورہ عورت کی عدت بھی مکمل ہو چکی ہو۔

مجلس کے چھ مقالہ نگار جن میں سے چار عورت کے مسلمان ہونے اور شوہر کے کافر رہنے کی صورت میں اُسی رائے کے قائل ہیں جو فقہائے سلف، تابعین اور تبع تابعین کی تھی۔لیکن مجلس کے دو ارکان ڈاکٹر یوسف القرضاوی اور ڈاکٹر شیخ الجدیع کی رائے اس سے مختلف ہے۔مجلس کے منہج اور طریقہ کار کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو مجلس کے بنیادی دستور کی شق نمبر کی رُو سے مجلس صرف اُس وقت فتویٰ جاری کر سکتی ہے جب اجلاس کے شرکاء کا اجماع ہو اور اس کے لیے کم از کم دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے جو رُکن اختلاف رائے کا حامل ہو اس کو حق ہوگا کہ وہ اپنی رائے مجلس کے سامنے پیش کرے لیکن مجلس اس موقف کو شائع نہیں کرے گی۔

لیکن مذکورہ فتویٰ کی جو صورت سامنے آتی ہے اس میں اس طریقہ کار کی صریح خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔ہم یہاں اختصار کے ساتھ مجلس کے فاضل اراکین کے موقف کو بھی پیش کر دیتے ہیں تا کہ اس فتویٰ کی صحیح حقیقت سامنے آ سکے۔

ڈاکٹر عبداللہ بن یوسف الجدیع کی تحقیق کا خلاصہ:

ڈاکٹر یوسف عبداللہ بن یوسف الجدیع کا اس موضوع پر تفصیلی مقالہ مجلس میں پیش کیا گیا۔اپنی اس تحقیق کے آخر میں موصوف جس نتیجے پر پہنچتے ہیں وہ یہ ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

۱۔ اس مسئلہ میں سے کوئی قطعی نص نہیں۔

۲۔ اس مسئلے پر کوئی اجماع نہیں۔

۳۔ قبول اسلام سے پہلے والے نکاح قبولِ اسلام کے بعد اگر صحیح ہیں اور وہ بغیر کسی یقینی دلیل کے باطل نہیں ہوں گے جبکہ زوجین میں سے کسی ایک کے قبول اسلام کے حوالے سے کوئی صریح نص نہیں، لہٰذا علماء کے مابین اس میں اختلاف ہوا ہے اس لیے اس نکاح کو یقینی طور پر باطل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۴۔ کتاب وسنت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شادی کے بعد میاں بیوی کے درمیان پایا جانے والا اختلاف دین، دینِ اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا لہٰذا اس وجہ سے اُن کے ازدواجی تعلقات کو یہ اختلاف ختم نہیں کر سکتا۔

۵۔ میاں بیوی کے درمیان موجود اختلافِ دین دونوں کے درمیان تفریق کا باعث نہیں بن سکتا۔

۶۔ عہد نبوی میں بڑی تعداد میں خواتین اور آدمی ایمان لائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک کے درمیان بھی تفریق نہیں کرائی جبکہ زوجین میں سے کسی ایک نے اسلام قبول کیا بلکہ آپ سے اس کے بالکل متضاد عمل ثابت ہے جیسا کہ حضرت زینبؓ اور حضرت ابوالعاص کا واقعہ ہے۔حضرت زینبؓ کے قبول اسلام کے کئی سال بعد ابوالعاص نے اسلام قبول کیا۔غزوۂ بدر کے بعد حضرت زینبؓ انہیں مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر آئیں لیکن پھر بھی ابوالعاص کے ساتھ ان کا نکاح برقرار رہا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ سے پہلے جبکہ سورۂ ممتحنہ کی آیت نازل ہو چکی تھی ابوالعاص ایمان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لائے اور وہ دونوں اپنے پہلے نکاح پر ہی زندگی گزارنے لگے۔

۷۔ سورہ ممتحنہ کی آیت کا اختلاف دین کی صورت میں ازدواجی تعلقات کے خاتمے سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ آیت مسلمان عورت کے حربی شوہر یا مسلمان مرد اور اس کی حربی اہلیہ کے درمیان تعلقات کو ختم کرنے کے حوالے سے ہے، اس کا حکم عام کفار کی طرف نہیں۔

۸۔ آیت ممتحنہ میں حربی شوہر کی مہاجر بیوی سے نکاح کی اجازت تو دی ہے لیکن اسے لازم قرار نہیں دیا لہٰذا قصہ زینب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کافر شوہر کے ساتھ نکاح عقد لازم نہیں رہتا ہے، عقد جائز ہو جاتا ہے اور اس کی علت یہ ہے کہ ایسی عورت اپنے حربی شوہر کے پاس نہیں جا سکتی ہے۔

۹۔ اس آیت میں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ کسی کی کافر بیوی اگر دارالکفر میں رہ جائے یا مرتد ہو کر دارالکفر میں چلی جائے تو ایسی بیوی سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ خدشہ لاحق رہے گا کہ کہیں یہ رشتہ کسی مسلمان کے دل میں وہی قلبی میلان پیدا نہ کر دے جو حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے دل میں ہوا تھا۔ اس کی ایک علت یہ بھی ہے کہ عورت بے شوہر کے نہ رہے۔

۱۰۔ زوجین میں سے اگر کوئی ایک اسلام قبول کر لے اور دوسرا کافر رہے اور وہ حربی نہ ہو تو دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں محض دین کے اختلاف کو بنیاد بنا کر علیحدگی نہیں کی جائے گی۔ ہجرت سے قبل اور فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے والوں کے حوالے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طرزِ عمل ثابت ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے اپنے اپنے دور میں اسی طرح فیصلہ کیا۔

۱۱۔ زوجین میں کسی ایک کے قبول اسلام کی صورت میں دین کا اختلاف عقد نکاح کو فسخ کرنے کی اجازت کا سبب تو ہے لیکن اسے لازم قرار نہیں دیتا۔

۱۲۔ غیر محارب کافر بیوی کے ساتھ اس کے مسلمان شوہر کو اور غیر محارب کافر شوہر کو اس کی مسلمان بیوی کے ساتھ رہنے کی جو اجازت دی گئی ہے اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ دونوں کے درمیان جنسی تعلقات بھی قائم رہیں۔ (۲۴)

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے بھی ڈاکٹر الجدیع کی رائے سے متفق نظر آتی ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر قرضاوی بھی عورت کے مسلمان ہو جانے اور شوہر کے کافر رہنے کی صورت میں دونوں کو ازدواجی تعلقات قائم رکھتے ہوئے بطور شوہر و بیوی کے رہنے کی اجازت دیتے ہیں۔

ڈاکٹر قرضاوی کے مطابق آیت ممتحنہ میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ جب ان کے پاس مومن خواتین ہجرت کر کے آ جائیں اور انہیں ان کے ایمان دعویٰ کا یقین ہو جائے تو انہیں واپس کفار کے پاس نہ بھیجیں۔ اس لیے کہ ان خواتین کے دوبارہ فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ لیکن اگر دارالکفر میں رہتے ہوئے کوئی خاتون اسلام قبول کرتی ہے، تو وہ اپنے کافر شوہر کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ساتھ رہنے کو ترجیح دیتی ہے تو وہ بطور بیوی کے اپنے شوہر کے پاس رہے گی۔ڈاکٹر قرضاوی کے مطابق شاید یہی مطلب حضرت علیؓ نے بھی اس آیت کا لیا۔

مزید برآں وہ اپنی اس رائے کو غیر مسلم ممالک میں آباد نومسلم خواتین کی حاجت قرار دیتے ہیں۔اُن کی رائے میں کہ میرا یہ موقف اس وقت زیادہ مستحکم ہو جاتا ہے جب ان خواتین کو اپنے شوہروں کی طرف سے اسلام قبول کرنے کی اُمید ہو یا پھر اُن کی اولاد ہو جن کا علیحدگی کی صورت میں بکھر جانے اور ضائع ہونے کا ڈر ہو۔

> والمومنون مطالبون. وفق هذه الآية. إذا جاء هم المومنات مهاجرات، وعلموا صدق إيمانهن. الايرجعوهن إلى الكفار، منعير ضوهن للفتة فى دينهن، ولكن إذا بقيت المراة فى دارها لم تفادرها إلى دارالاسلام، و اقامت مع زوجها فهى امراته و كان هذا ما استند إليه على كرم الله وجه. وفى راى ان هذا قول وجبه، ترجحه حاجة المسلمات الجديدات الباقيات مع ازواجهن فى ديارهن غير الإسلامية. إلى بقائهن مع ازواجهن، ولا سيما إذا كن يرتجين إسسلامهم، وخصوصا إذا كان لهن منهم اولاد يخشى شيتهم وفياعهم.(۲۵)

شیخ نھات عبدالقدوس کی رائے:

شیخ نھات عبدالقدوس نے اپنے مقالے میں سلف اور خلف کے اختلافات کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کی آراء کو بھی شامل کیا ہے اور پھر جس قول کو ترجیح دیتے ہیں وہ یہ کہ جب عورت مسلمان ہو جائے اور مرد اپنے کافرانہ دین پر رہے اور وہ دونوں دارالحرب میں ہوں تو عورت اپنی عدت تک اس کی بیوی رہے گی اور اگر وہ دونوں دارالاسلام میں ہوں تو مرد کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ انکار کر دے تو ان کے درمیان تفریق کرا دی جائے گی اور اگر وہ دونوں دارالحرب میں ہوں اور بیوی مسلمان ہو کر دارالاسلام کی طرف ہجرت کر آئے تو اس حالت میں فوراً فرقت واقع ہو جائے گی عورت کے لیے کوئی عدت نہیں وہ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے یا اپنے شوہر کے رجوع کا بھی انتظار کر سکتی ہے۔یہاں تک کہ اُس کے شوہر پر اسلام پیش کیا جائے اور اگر وہ مسلمان ہو جائے تو یہ اس کی بیوی ہوگی اور اگر وہ انکار کر دے تو سلطان یا قاضی یا امام ان کے درمیان تفریق کرا دے گا کیونکہ آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے۔(۲۶)

آخر میں شیخ نھات اپنی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> نستطيع ان نقول فى هذه البلدان التى نعيش فيها، إذا اسلمت المراة والزوج على دينه ينبغى للمراة ان تذهب به إلى الجميعات او إلى المساجد لكى يعرض عليه الإسلام، ان اسلم فهو زوجها، فإن ابى يفرق بينهما او تذهب به إلى المحكمة طالبةً الطلاق لسبب

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

انها اسلمت وهو لم يسلم، لاجوز للمسلمة ان تبقى تحت نكاح غير مسلم فهذا يكون ايضاً عرض الإسلام عليه إن اسلم فهوزوجها وإن ابى فرق بينهما لوصول الضرر من الزوجة (۲۷)

''یعنی جن ممالک میں ہم رہ رہے ہیں ہم یہ بات کہنے کی جسارت رکھتے ہیں کہ جب عورت مسلمان ہو جائے اور شوہر اپنے دین پر قائم رہے تو ایسی صورت میں عورت کو چاہیے کہ وہ وہ کسی مرکز (مسلمانوں کا مرکز) یا مسجد کی طرف رجوع کرے تا کہ اس کے شوہر کے سامنے اسلام پیش کیا جا سکے۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو یہ اُس کی بیوی ہوگی اور اگر وہ انکار کر دے تو اُن کے درمیان تفریق کرا دی جائے گی یا پھر وہ طلاق کا فیصلہ طلب کرے گی کیونکہ وہ مسلمان ہو چکی ہے اور اس کا شوہر مسلمان نہیں ہوا۔ لہٰذا کسی مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم کے نکاح میں باقی رہے۔ اسی طرح اگر اُس مرد پر اسلام پیش کیا جائے اور وہ اسلام قبول کرے تو وہ اس کا شوہر رہے گا اور اگر انکار کر دے تو بیوی کو نقصان سے بچانے کے لیے تفریق ہوگی۔''

ڈاکٹر محمد عبدالقادر ابو فارس کی رائے:

ڈاکٹر ابو فارس کا طویل مقالہ اس موضوع پر مجلة العلمیہ میں موجود ہے۔ اُن کی رائے ڈاکٹر قرضاوی اور ڈاکٹر الجدیع کی رائے سے مختلف ہے۔ انہوں نے اپنے مقالہ میں جہاں اس موضوع پر قرآن وسنت تعامل صحابہ وتابعین اور مذاہب اربعہ کی آراء کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی ہے وہیں انہوں نے مذکورہ دونوں مفتیانِ کرام کے اس فیصلے پر گرفت بھی کی ہے اور بہت مدلل جوابات دیے ہیں۔ اُن کے استدلال کا ایک خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر الجدیع کا یہ کہنا کہ اس مسئلے میں کوئی قطعی نص نہیں ہے۔

ڈاکٹر ابو فارس کہتے ہیں کہ اس میں نص قاطع اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلَا تُمۡسِكُوا۟ بِعِصَمِ ٱلۡكَوَافِرِ﴾ اور ﴿لَا هُنَّ حِلࣱّ لَّهُمۡ وَلَا هُمۡ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾

اور اسی طرح امت کے فقہاء اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مومنہ عورت کا فر مرد پر حرام ہے جبکہ وہ کفر پر اصرار کرے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عملیہ سے ایسا ثابت نہیں کہ آپ نے کسی ایک کے درمیان بھی تفریق کرائی ہو۔ ڈاکٹر ابو فارس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینبؓ کو ان کے شوہر کے پاس تب تک نہیں لوٹایا جب تک کہ ابوالعاص مسلمان نہیں ہو گئے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے اپنی کافر بیویوں کو ان آیات کے نزول کے بعد علیحدہ کر دیا۔ عدم علم کو عدم وجود پر دلیل نہیں بنایا جا سکتا بلکہ علم کی معرفت کی کمی کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جہاں تک فتح مکہ کے موقع پر ایمان لانے والی خواتین اور اُن کے کافر شوہروں کا تعلق ہے تو ابوسفیان فتح مکہ کی رات مسلمان ہوئے پھر وہ گھر لوٹے تو ان کی بیوی نے اسلام قبول کیا۔اسی طرح صفوان بن امیہ جو کہ اپنی بیوی کے بعد مسلمان ہوا لیکن ایسا عدت کی مدت ختم ہونے سے قبل ہوا۔

ڈاکٹر الجدیع کا یہ کہنا کہ شوہر اسلام لانے کے بعد اپنی کافر بیوی جو کہ اس کے دین کے لیے غیر محاربہ ہو کے ساتھ رہ سکتا ہے یا بیوی اسلام لانے کے بعد اپنے کافر شوہر جو کہ غیر محارب کے ساتھ رہ سکتی ہے کیونکہ دونوں کے لیے ازدواجی زندگی مباح ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ ان دونوں کے نکاح کی صحت بقاء پر ہے جو کہ معروف طریقے سے زندگی گزارنا ہے اور ازدواجی تعلقات اس میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر ابو فارس اس بات کا جواب یوں دیتے ہیں:

اس بات کو کسی ایک نے بھی تسلیم نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہونے کے بعد وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ کہ مسلمان عورت اپنے کافر شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے اور نہ ہی مومن شوہر کافر بیوی کے ساتھ رہ سکتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینبؓ کی ہجرت کا واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد کا نہیں بلکہ غزوہ بدر کے بعد کا ہے جبکہ وہ اپنے کافر شوہر کے پاس ازدواجی زندگی گزار رہی تھیں۔ آیت حرمت نے اختلاف دین کی وجہ سے زوجین کے درمیان نکاح کو باطل کر دیا اور نکاح کا باطل ہونا تقاضا کرتا ہے کہ ازدواجی تعلقات بھی حرام ہیں۔

جہاں تک اختلاف دین کا تعلق ہے تو یہ طے ہے کہ یہ نکاح کو باطل کر دیتا ہے اور اس کا یہ اثر تقاضا کرتا ہے کہ نکاح کے باطل ہونے سے ازدواجی تعلقات بھی باطل ہو جائیں۔ یہ رائے تمام فقہی مذاہب کے آئمہ کرام اور اُن کیا صحاب اور پیروکاروں کی ہے اور یہی رائے تمام قدیم اور جدید آئمہ تفسیر کی ہے اور اسی طرح کی رائے صحابہ اور تابعین اور امیر المومنین عمرؓ، ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، عطا بن ابی رباح، حسن بصری، قتادہ، عمر بن عبدالعزیز، طاؤس وغیرہ کی ہے اور کتاب اللہ میں آیت ممتحنہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔ اسی لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کو ان کے شوہر ابی العاص سے الگ کر دیا اور جب وہ اسلام لے آئے تو پھر زینب کو لوٹا دیا۔ صحابہ کرام کا عمل بھی اس پر دلالت کرتا ہے جب انہوں نے اپنی مشرک بیویوں کو طلاق دے دی اور کافر بیویوں سے الگ ہو گئے اور مسلمان عورتوں سے شادی کی۔

آخر میں ڈاکٹر ابو فارس لکھتے ہیں کہ ہمیں شریعت میں نئی راہیں یعنی بدعتیں جاری کرنے والا نہیں بننا چاہیے بلکہ متبعین بننے کی ضرورت ہے اور متبعین بھی اُسی طرح جس طرح آئمہ کرام، فقہائے کرام اور آئمہ تفسیر جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی معنی اخذ کیے اور کتاب اللہ اور سنت رسول کو سمجھا۔ یہ سب بھی اہل اجتہاد ہے جو شرائط اجتہاد کا پاس کرنیوالے عربی زبان کے ماہر، کتاب وسنت کیا حکام کا علم رکھنے والے اور علم اصول فقہ کے ماہر اور جو اجماعی مسائل سے سب سے زیادہ واقفیت رکھتے تھے۔(۴۸)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شیخ فیصل مولوی کی رائے:

فیصل مولوی نے ایک مدلل مقالہ اس موضوع پر پیش کیا جو کہ مجلة العلميه میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ صالح نے ڈاکٹر الجدیع کی آراء کا رد بہت تفصیل سے کیا ہے اور بہت مدلل اور جامع انداز میں جواب دیا ہے۔ خاص طور پر قصہ زینب جس کو قائلین جواز اپنے دلائل کے حق میں پیش کرتے ہیں۔ اس کی سند اور واقعے کی تاریخی حیثیت کا جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے اپنی تحقیق کے نتیجے میں لکھا ہے کہ حضرت زینب کو ابو العاص کی طرف لوٹایا گیا یہ ہجرت کے چھٹے سال کا واقعہ ہے۔ لیکن اس حوالے سے روایات کم ہیں۔

اس واقعے کی تصدیق حضرت زید بن حارثہ کے سریہ سے ہوتی ہے جو اسی سال جمادی الاولی میں عیص کے مقام پر ہوا۔ اس طرح حضرت زینب اور ابو العاص کی جدائی چار سال بنتی ہے یا پھر دوسری روایات جن میں حضرت زینب کا ابو العاص کو لوٹایا جانا ہجرت کے آٹھویں سال ہوا جو کہ فتح مکہ سے قبل کا دور ہے اور اس طرح جدائی کی مدت چھ سال بنتی ہے۔ جہاں تک پہلی روایات کا تعلق ہے کہ آیت ممتحنہ کے نزول سے پہلے انہیں ابو العاص کو لوٹایا گیا تھا کیونکہ آیت ممتحنہ میں مسلمان عورتوں کو ان کے کافر شوہروں کی طرف رجوع سے منع کیا گیا، عدم حلت کی وجہ سے۔ جدائی ہجرت کی وجہ سے ہوئی اور رجوع اسلام کی وجہ سے ہوا، اس سے آیت بقرہ کی تطبیق بھی ہوتی ہے یا پھر یہ نبی ﷺ کا تشریعی حکم تھا۔

جہاں تک دوسری روایات کا تعلق ہے تو مدتِ انفصال چھ سال ہے اور آیت ممتحنہ کے نزول کو دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ یہ دو سال مشکل میں ڈال دیتے ہیں۔ ان اصحاب کو جو یہ رائے دیتے ہیں کہ غیر مسلموں کے سابق نکاح بیوی کے اسلام قبول کرنے سے باطل ہو جاتے ہیں فوراً یا عدت کے بعد۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت زینب کا رجوع عقد باطل کے ساتھ ممکن نہیں لہٰذا ضروری تھا کہ عقد جدید کیا جائے لیکن یہ مشکل ختم ہو جاتی کہ عقودِ سابقہ نص قرآنی، ہجرت اور اسلام لانے سے باطل نہیں ہوتے بلکہ اس میں طرفین کا اتفاق ضروری ہے یا پھر قاضی کا فیصلہ جب تک یہ اسباب مکمل نہیں ہوتے تو نکاح باقی رہتے ہیں لیکن ازدواجی تعلقات جائز نہیں ہیں کیونکہ نص قرآنی اس کو حرام کرتی ہے۔ اگر خاتون اسلام لانے کے بعد اپنے شوہر کے اسلام لانے کا اس صورت مذکورہ میں انتظار کرتی ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے تو ایسی صورت میں انہیں نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قصہ زینب اور ابو العاص سے یہی اخذ ہوتا ہے۔

شیخ فیصل مولوی اس انفصال کو انفصالِ حسی کہتے ہیں اور ابن قیم کی رائے کے مطابق نکاح موقوف ہو جاتا ہے۔(۲۹)

جہاں تک دارالاسلام سے باہر غیر مسلم ممالک کا تعلق ہے۔ جہاں پر یہ صورت حال روز بروز بڑھتی جا رہی ہے کہ عورتیں زیادہ تعداد میں مسلمان ہو رہی ہیں اور ملکی قانون یا تو رسمی قسم کی تفریق کرا دیتے ہیں یا پھر شوہر کے نہ ماننے کی صورت

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

میں خاتون معلق ہو کر زندگی گزارتی ہے۔ شرعی لحاظ سے وہ کافر شوہر سے ازدواجی تعلقات نہیں رکھ سکتی اور قانونی لحاظ سے وہ کہیں اور شادی نہیں کر سکتی۔ ایسی خواتین کے حوالے سے شیخ مولوی فیصل لکھتے ہیں:

وإنما يمكن ان يباح من قبيل الضرورة الشريعة و الضرورات تبيح المخطورات. واشباع الفريزة الجنسية قديكون ضرورة تفوق ضرورة الاكل عندبعض الناس، وقد يستطيع البعض الآخر ان يصبر عليها. (۳۰)

''ضروریات چونکہ حرام کو مباح کر دیتی ہیں لہٰذا اس مسئلے کو بھی اس قبیل سے تصور کیا جائے گا کیونکہ بعض اوقات جنسی تعلقات بعض لوگوں کے لیے کھانے سے زیادہ ترجیح رکھتے ہیں جبکہ بعض اس معاملے پر صبر بھی کر سکتے ہیں۔''

اگرچہ حکم شرعی کی رو سے مسلمان عورت اور اس کے غیر مسلم شوہر کے درمیان ازدواجی تعلقات حرام ہیں لیکن جب اُن کی باہمی تفریق کسی بھی وجہ سے نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں فقہی قاعدے الضرورات تبیح المخطورات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حرام میں پڑنے سے بہتر ہے کہ ضرورت کے تحت تعلقات کو مباح قرار دیا جائے لیکن یہ رعایت عام نہیں ہو سکتی۔

إنه إذا طال الوقت ولم يصدر حكم التفريق، ولم تستطع المراة الصبر على الانتظار، و تعرضت بذلك للوقوع فى الحرام، فإن معاشرتها الزوجيه لزوجها غير المسلم جائزة من قبيل الضرورة. هذه قدتكون فتوى فردية نظروف يقدرها المفتى، ولايمكن ان تكون حكماً عاماً. (۳۱)

''جب لمبا وقت گزر جائے اور تفریق کا حکم صادر نہ ہو اور عورت کے لیے انتظار مشکل ہو اور ایسی صورت میں اُس کے حرام میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو غیر مسلم شوہر کے ساتھ ازدواجی زندگی جائز ہے اور ایسا ضرورت کے تحت ہے اور اس قسم کا انفرادی فتویٰ کوئی مفتی ہی دے گا اسے عام حکم بنانا ممکن نہیں۔''

شیخ فیصل مولوی ڈاکٹر یوسف الجدیع کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس پس منظر میں مسلمان عورت اور اُس کے غیر مسلم شوہر کے مابین ازدواجی تعلقات کو زنا سے تعبیر نہیں کیا جائے گا کیونکہ عقد سابق کا شبہ ابھی باقی ہے اور وہ ابھی نافذ بھی ہے یا پھر اس کی صورت عقد جائز کی ہے جو فی الحال موقوف ہے۔ (۳۲)

ڈاکٹر عبداللہ الزبیر عبدالرحمٰن صالح کا موقف:

ڈاکٹر عبداللہ صالح نے اپنے مقالے میں قرآن وسنت، اقوال صحابہ وتابعین اور اقوالِ فقہاء اور آئمہ تفسیر تفصیل سے بیان کرنے کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ عورت کے مسلمان ہو جانے اور شوہر کے کافر رہنے کی صورت میں نکاح باقی نہیں رہتا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عورت صرف عدت کی مدت تک انتظار کر سکتی ہے۔

فاهم النتابع العلمية التي توصلنا إليها من بحثنا هذا هو ان الاصل في هذه المسئلة عدم التناكح و التزاوج بين المسلمين وغيرهم. (۳۳)

ڈاکٹر صالح اپنے خدشات اور تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر عورت کے اصرار پر اُس کو اسلام لانے کے بعد اُس کے کافر شوہر کے پاس رہنے دیا جائے تو اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ اُسے دوبارہ کفر کی طرف لوٹا دے۔ لہٰذا تحفظِ دین ضروری ہے۔

کوئی مسلمان عورت کسی نصرانی یا مشرک کے تحت نہیں رہ سکتی اگرچہ وہ معاہد ہو سوائے کسی شرعی مصلحت کے جو حرام کو مباح کر دے اور وہ شرعی ضروریات ہیں جو حرام کو مباح کر دیتی ہیں لیکن یہ گنجائش ضرورت کے تحت ہے۔ فقہاء کے اس قول کو مدنظر رکھتے ہوئے:

إذا اطلق الحكم يقتضى الإطلاق وجوب الشروط

مزید کہتے ہیں کہ جب یہ اُصولی حکم واضح ہو گیا تو یہ بات سامنے آ گئی کہ جب کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور اُس کا شوہر کافر رہے تو وہ اُس کی عصمت کو اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتا سوائے عدت کے عرصے تک پھر اگر وہ شوہر مسلمان ہو جائے تو الحمدللہ نکاح باقی رہے گا اور اگر وہ انکار کر دے اور کفر پر باقی رہے تو دونوں کے درمیان تفریق کرا دی جائے گی۔ ایسا مسلمان ممالک کے اندر بھی ہوگا اور غیر مسلم ممالک کے اندر بھی۔ سوائے معتبر شرعی ضرورت کے۔ ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اقرار (کافر شوہر کے ساتھ رہنا) یا تخییر کا فتویٰ دیا جائے گا۔ (۳۴)

لیکن جہاں اُسے بے گھر ہونے، خاندان کے منتشر ہونے اور اس کے ساتھ اپنے بچوں کی جدائی کا خوف لاحق ہو، تو ایسی صورت میں اُس کے لیے بقاء زوج مباح قرار دی گئی ہے اور یہ صرف ضرورت کے تحت ہے۔

محققہ کی رائے میں قرآن وسنت کے دلائل واضح ہیں۔ اقوال صحابہ و تابعین اور تمام فقہاء کی رائے بھی اسی کے تابع ہے لیکن جہاں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے اپنے اپنے دورِ خلافت میں دیا جانے والا اختیار ہے۔ وہ مخصوص حالات اور مجبوری کے پیش نظر ہے۔ رہا حضرت زینبؓ اور ابوالعاص کے واقعے کو بنیاد بنانا تو تاریخی لحاظ سے اس میں کثرت سے تضاد پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ہم اُسی تاریخی حیثیت کو ترجیح دیں گے جو قرآن حکیم کے موافق ٹھہرتی ہے اور وہ یہ حضرت زینب کو ابوالعاص کی طرف پہلے نکاح پر لوٹایا گیا اور یہ صلح حدیبیہ سے پہلے پیش آیا۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ واضح حکم نازل ہو جانے کے بعد نکاح جدید نہ کیا جاتا۔

رہا آج کے حوالے سے غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کو درپیش یہ مسئلہ تو محققہ نے یورپین مجلس برائے افتاء و تحقیق

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے آٹھویں اجلاس میں پیش کیے جانے والے اُن تمام مقالات کا جائزہ لیا ہے جو اس موضوع پر لکھے گئے۔ ان میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی اور شیخ یوسف الجدیع کا موقف تو یہ ہے کہ غیر مسلم ممالک میں وہاں کے حالات کے تحت مسلم ہو جانے والی عورت عدت تک اپنے شوہر کے قبول اسلام کا انتظار کرے گی لیکن اگر وہ مسلمان نہیں ہوتا تو وہ ازدواجی تعلقات کے ساتھ کافر شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے کیونکہ اگر اُس کے لیے تفریق کا فیصلہ کر دیا جائے تو بہت ساری خواتین جو اسلام قبول کرنا چاہتی ہیں، وہ اس خوف سے اسلام قبول نہیں کریں گی۔ لہٰذا اسے عام اجازت کی شکل میں اپنے فتاویٰ میں شامل کر دیا گیا، جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

جبکہ دیگر اہل علم حضرات شیخ فیصل مولوی اور ڈاکٹر عبداللہ زبیر صالح نے اس نقطہ نظر کی شدید مخالفت کی ہے کہ یہ نص قرآنی کے خلاف فیصلہ ہے۔ جہاں تک غیر مسلم ممالک میں موجودہ حالات میں قبول اسلام کی صورت ہے تو اُس میں شدید ضرورت اور مجبوری کو پیش نظر رکھ کر اتنی دیر تک کے لیے اجازت دی جا سکتی ہے جب تک وہ ضرورت باقی رہے، اسے عام اجازت دینا، نص قرآنی کے خلاف ہے۔

ان کے علاوہ جن اصحاب نے اپنے دلائل دیئے ہیں، اُن میں شیخ نھات عبدالقدوس اور ڈاکٹر عبدالقادر ابو فارس ہیں، اُن کی رائے عورت کے مسلمان ہونے کے بعد عدت کے خاتمے سے نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی مجبوری کے تحت عدت کے بعد بھی کافر شوہر کے ہاں رہے گی تو اُس سے ازدواجی تعلقات منقطع رکھنے ہوں گے۔ شیخ فیصل مولوی اور ڈاکٹر عبداللہ زبیر صالح کی رائے زیادہ صایب معلوم ہوتی ہے کیونکہ فقہی قاعدہ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں کے تحت عورت کی مجبوری کے مدنظر رکھ کر مخصوص حالات میں مخصوص مدت تک کے لیے یہ اجازت دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ فیصلہ کوئی مفتی ہی کرے گا جو اس بات کا اندازہ لگائے گا کہ آیا وہ ضرورت شرعی ہے یا نہیں لیکن یہ اباحت عام نہیں ہوگی یعنی ہر کوئی اس سے فائدہ نہیں اُٹھائے گا بلکہ قرآنی ہدایات کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

☆ یورپی مجلس برائے افتاء وتحقیق ماہر علماء کی منتخب جماعت پر مشتمل ایک آزاد اسلامی ادارہ ہے اس کا مرکزی دفتر ڈبلن (آئرلینڈ) میں واقع ہے۔

۱۔ المجلة العلمية للمجلس الاروبی للافتاء والبحوث،۲/۴۴۵،۴۴۶

۲۔ الممتحنہ۶۰:۱۰

۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ۷/۴۳۷،۴۳۸، اسلامک پبلی کیشنز لاہور

۴۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ۸/۴۱۳

۵۔ محمد شفیع، مفتی، جواہر الفقہ، ۴/۲۹۰، مکتبہ دار العلوم کراچی، ۲۰۱۰ء

۶۔ الجصاص ابوبکر احمد بن علی، احکام القرآن، ۵/۳۳۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء

۷۔ قرطبی ابوعبداللہ، الجامع لاحکام القرآن، ۹/۶۴،۶۳ موسسة مناھل الفرقان، بیروت، (س۔ن)

۸۔ ابن قدامہ، المغنی، ۶/۶۱۶، دار عالم الکتب للطباعة والنشر والتوزیع

۹۔ المرغینانی برہان الدین، الھدایہ شرح بدایہ المبتدی (مع شرح علامہ عبدالحی لکھنوی) ۳/۱۳۰،۱۳۱، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۴۱۷ھ

۱۰۔ عبدالرزاق، المصنف، ۷/۱۶۷، منشورات المجلس العالمی (س-ن)

۱۱۔ حوالہ سابقہ ۱۲ حوالہ سابقہ، ۷/۱۶۸

۱۳۔ حوالہ سابقہ ۷/۱۷۱

۱۴۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۵/۱۳۹، مکتبة المنار الاسلامیة الکویت، ۱۹۸۶ء

۱۵۔ حوالہ سابقہ

۱۶۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۵/۱۳۹

۱۷۔ حوالہ سابقہ، ۵/۱۳۶

۱۸۔ حوالہ سابقہ، ۱۳۶، ۱۳۷

۱۹۔ حوالہ سابقہ

۲۰۔ حوالہ سابقہ

۲۱۔ ابن ہمام، شرح فتح القدیر، ۳/۳۹۸،۳۹۹

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۲ ۔ ابوبکر جصاص، احکام القرآن، ۳۳۰/۵
۲۳۔ ابن ہمام، شرح فتح القدیر، ۳۹۹/۳
۲۴ ۔ المجلۃ العلمیہ، ۱۹۵/۲، ۱۹۶ (الدکتور شیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع کا مقالہ)، www.e-cfr.org/&prev=search
۲۵ ۔ القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، فی فقہ الاقلیات المسلمۃ، ۱۲۰
۲۶ ۔ المجلۃ العلمیہ، ۴۲۰/۲، (مقالہ الشیخ نہات عبدالقدوس)
۲۷۔ حوالہ سابقہ
۲۸ ۔ المجلۃ العلمیۃ، ۳۹۵/۲-۴۰۱ (مقالہ ڈاکٹر ابوفارس)
۲۹ ۔ المجلۃ العلمیہ، ۲۶۹/۲
۳۰۔ المجلۃ العلمیہ، ۳۰۱/۲
۳۱ ۔ حوالہ سابقہ، ۳۰۲
۳۲ ۔ المجلۃ العلمیۃ، ۳۰۸/۲
۳۳ ۔ المجلۃ العلمیۃ، ۲۳۳
۳۴۔ المجلۃ العلمیۃ، ۲۴۰/۲

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.